ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۹ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ
۲ نومبر ۱۹۶۸ء

16/26

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

اَحادیثُ الرَّسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: اَلْخِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْاِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ فطرت پانچ ہیں، یا پانچ چیزیں فطرت میں سے مسنون ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال لینا، ناخن کٹوانا، بغلوں کے بال لینا اور لبوں کے بال کتروانا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْاِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ" قَالَ الرَّاوِیْ: وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ قَالَ وَكِیْعٌ وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ۔ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ: یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دس چیزیں فطرت (دین حنفیہ) سے ہیں۔ لبوں کے بال کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا۔ اور مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور ناخنوں کا کٹوانا۔ اور انگلیوں کے جوڑ دھونا اور بغل کے بال اکھاڑنا۔ اور زیر ناف بالوں کا مونڈنا اور استنجا کرنا۔ راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں دسویں چیز کو بھول گیا۔ شاید کہ کلی کرنا ہو۔ وکیع راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ "انتقاص الماء" کے معنے استنجا کے ہیں (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لبوں کو کٹواؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجِّ الْبَیْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اولاً اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں ــ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ" قَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهُنَّ؟ قَالَ: "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "وَصِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ" قَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهٗ؟ قَالَ: "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا؟ قَالَ: "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ یَقُوْلُ، وَاللّٰهِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نجد کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے سر کے بال پریشان تھے۔ اس کی آواز تو ہمارے کانوں میں آتی تھی مگر اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا۔ اور اسلام کے متعلق اس نے دریافت کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات اور دن میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔ اس نے دریافت کیا کہ اس کے سوا بھی مجھ پر کچھ اور نمازیں (فرض) ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر نفلی نمازیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور ماہ رمضان کے روزے بھی (فرض) ہیں۔ اس نے دریافت کیا۔ کہ کیا اس کے علاوہ بھی اور روزے مجھ پر (فرض) ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ مگر نفلی روزے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے زکوٰۃ کا تذکرہ کیا۔ اس نے دریافت کیا۔ کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ اور (فرض) ہے آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ مگر نفلی صدقہ۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ بخدا میں نہ تو اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ ہی اس سے کچھ کم کروں گا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر یہ شخص یہ بات سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۹ رشعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق یکم رنومبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۲۶

مغربی سامراج مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے

آج اس نازک وقت میں جبکہ دنیا دو دھڑوں میں تقسیم ہے اور ایک تیسری بڑی طاقت سر اٹھا رہی ہے پاکستان کی خارجہ پالیسی ہمارے خیال میں نہایت متوازن اور مناسب ہے اور مستقبل میں اس سے کئی مفید نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے لیکن بعض جماعتیں جن میں جماعت اسلامی پیش پیش ہے اس پالیسی پر بلا وجہ معترض ہیں اور ان کا سارا زورِ بیان و قلم اس پالیسی کو گھاٹے کا سودا ثابت کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔ ان کے نزدیک سب سے بڑا خطرہ اس وقت اشتراکیت ہے اور اشتراکیوں سے اشتراک پر کسی طرح آمادہ نظر نہیں آتے۔ اُن کو دن رات کے مشاغل میں صرف یہی ایک لگن اور تڑپ ستائے جا رہی ہے کہ کہیں اس ملک کا اشتراکی بلاک سے کوئی رابطہ نہ ہو جائے اور اینگلو امریکن بلاک اور سی آئی اے کی سرگرمیاں ناکام نہ ہو جائیں۔ چنانچہ اگر ان کی اس سلسلہ میں بے تابی کا جائزہ لیا جائے تو یہی کہنا پڑے گا کہ ان کو خواب میں بھی اشتراکیت ہی کا ہوّا دکھائی دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں تک اشتراکیت کے معائب کا تعلق ہے۔ اسلام کو اس سے دُور کا بھی واسطہ نہیں اور نہ اسلام اور اشتراکیت میں کوئی جزو مشترک ہے بلکہ یہ دونوں اپنے اصولوں کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر یہ بات بھی کسی حالت میں اور کسی وقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ مغربی سامراج سے بڑھ کر مسلمانوں کا کوئی دشمن اس سطح ارضی پر موجود نہیں اور یہود و نصاریٰ ہی وہ لٹیرے ہیں جنہوں نے ہماری عزت، عظمت، تاریخ اور مذہبی سرمائے کو لوٹنے میں کوئی دقیقہ فردگذاشت نہیں کیا اور جن کی چیرہ دستیوں سے تاریخ کا چہرہ زخمی اور داغدار ہے۔ ہمارے بزرگ آج تک یہی کہتے آئے ہیں کہ ہمارا کتّوں اور سوٴروں سے اتحاد ہو سکتا ہے لیکن مغربی سامراج سے ہرگز نہیں ہو سکتا اور ان کا یہ کہنا تاریخ ماضی کی مستند شہادتوں، اللہ رب العزت کے فرمان اور ارشاداتِ نبویؐ کی روشنی میں بالکل صحیح تھا پھر مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ ایمان ہے کہ کائنات کی ہر چیز غلط ہو سکتی ہے لیکن اللہ رب العزت کا قرآن اور محمد عربی صلی اللہ علیہ کا فرمان ہرگز غلط نہیں ہو سکتا ــــ خدا کا فیصلہ اٹل، غیر متبدل اور اس کا کلام شک و شبہ سے قطعی بالاتر ہے۔ بلکہ عقیدہ یہ ہے جو خدا کے کلام میں شک کرے وہ مسلمان ہی نہیں رہ سکتا۔ اب اس عقیدہ کی روشنی میں اگر ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کریں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ یہود و نصاریٰ کے متعلق اللہ رب العزت کا قطعی فیصلہ ہے:—

لَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ

(پ ۱ س البقرہ آیت ۱۱۹) "تم سے یہود اور نصاریٰ ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو گے"۔ ــــ ظاہر ہے اس فیصلۂ ربانی کی موجودگی میں جو مسلمان یہ توقع رکھے کہ یہود و نصاریٰ ہمارے خیر خواہ ہو سکتے ہیں اور آڑے وقت میں ہمارے کام آ سکتے ہیں۔ اُس کا یا تو دماغ خراب ہے یا وہ قرآن عزیز پر ایمان ہی نہیں رکھتا ــــ مزید براں ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ نے بھی اس فیصلۂ آسمانی کی کامل تائید کر دی ہے اور اس امر کی بیّن شہادت دے دی ہے کہ اللہ کا فیصلہ اٹل ہے۔

امریکہ اور برطانیہ نے ہمارے حلیف ہونے کے باوجود جس طوطا چشمی، سرد مہری، بے وفائی اور ڈھٹائی کا ثبوت دیا ہے اور جس طرح عین آڑے وقت میں ہمیں دھوکہ دیا ہے کیا کوئی غیرت مند پاکستانی اُسے بھلا سکتا ہے؟ اس کے برعکس چین نے جس ہمدردی، جرأت اور فراخ دلی سے پاکستان کی امداد کی اور لیفٹیننٹ جنرل بختیار رانا کے قول کے مطابق جس طرح اپنے تمامتر وسائل پاکستان کے سپرد کر دئے اور سامانِ جنگ کے ذخائر کے منہ کھول دئے اُسے فراموش کیا جا سکتا ہے؟ ہمارے خیال میں اگر اس دوستی اور آڑے وقت میں امداد کی قدر نہ کی جائے تو یہ پرلے درجہ کی احسان ناشناسی اور غیر اخلاقی حرکت ہوگی جو ایک مسلمان سے بہر حال بعید ہے۔ ہمیں ہر حال میں دوست اور دشمن میں امتیاز کرنا چاہئے۔

ایک روح پرور اجتماع

۱۸ رشعبان ۱۰ رنومبر ۶۸ء بروز اتوار صبح ۹ بجے جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور کا جلسۂ دستار بندی ہونا قرار پایا ہے جس میں علماء کرام کے علاوہ بڑی تعداد میں مشائخ کبار بھی شرکت فرمائیں گے۔ خصوصاً حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہم، حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائپوری مدظلہم، حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہم تشریف فرما ہوں گے۔ (حامد میاں، خادم جامعہ مدنیہ)

مجلس ذکر — یکم شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۸ء

مال اور اولاد کی ذمہ داریاں

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم — مرتبہ: محمد عثمان غنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد:-
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (پ۲۸ س المنافقون ع ۲- آیت ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

بزرگانِ محترم! معزز حاضرین و محترم خواتین!

عمر گھٹ رہی ہے

یہ دنیا آنی جانی فانی ہے۔ میں نے اور آپ نے یہاں سے چلے ہی جانا ہے۔ لوگ کہتے ہیں فلاں کی عمر چالیس سال ہو گئی، فلاں کی اور بڑھ گئی، ستر سال ہو گئی۔ میں کہتا ہوں یہ عمر میری آپ کی بڑھ نہیں رہی، دھوکے کا لفظ ہے، گھٹ رہی ہے۔ فرض کیجئے۔ میری عمر پچاس ہی سال ہے، چالیس گذر گئے دس رہ گئے۔ اب یہ عمر گھٹ رہی ہے یا بڑھ رہی ہے؟ اس لئے وقت کی قیمت کا احساس کیجئے۔ حضرتؒ نے اپنے گھڑیال پر ایک شعر لکھوا رکھا تھا

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی

ایک گھنٹہ گذر گیا، ایک اور گھنٹہ آپ کی عمر کا کم ہو گیا، ایک سانس گذر گیا، ایک اور کم ہو گیا، ایک دن گذر گیا، ایک دن اور کم ہو گیا۔ اب باقی جو ہے اس کی قدر کیجئے، خوابِ غفلت میں نہ گذار دیجئے۔

حضرتؒ کا فرمان کہ قبر میں آرام ملے گا

خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی۔ اخیر زمانے میں، رمضان کا زمانہ تھا، سترہ دن میں چائے کے ایک ہی کپ سے روزہ شروع کرتے سحری کو اور ایک کپ افطار کرنے کے بعد نوش فرماتے۔ جس دن دنیا سے تشریف لے گئے تو پانی پاس رکھ لیا اور نماز میں ایسے مشغول ہوئے کہ اللہ ہی کو پیارے ہو گئے۔ ان سترہ دنوں میں اس قدر زیادہ عبادت، اوراد و اشغال اور درس و تدریس میں مشغول رہے کہ بیان سے باہر ہے۔ ادھر میں کہتا "حضرت! رات کو تو آرام فرمایا کیجئے، دن کو تو لوگ چین نہیں لینے دیتے۔" تو فرماتے "بیٹا! قبر میں جا کے سو ہی رہنا ہے۔" اب اندازہ لگائیے یہاں کے آرام پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ترجیح دی کہ آرام تو قبر میں جا کے ہی ملے گا۔ اللہ کی قدرت ہے کہ لاکھوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر سکھایا، لاکھوں کو قرآن پڑھایا، ہزاروں کو ایمان سے بہرہ ور فرمایا۔ اب جو نیکی کر رہا ہے، بقول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ، جو نیکی کرتا ہے یا دوسروں کو نیکی کا راستہ بتاتا ہے، وہ نیکی کرنے والے کے برابر اجر پائے گا، اور نیکی کرنے والے کے اجر میں بھی کمی نہیں ہو گی۔

روزہ کھلوانے کا اجر

مثال کے طور پر آپ کسی کا روزہ کھلواتے ہیں یا رکھواتے ہیں تو آپ کو بھی روزے کا پورا اجر مل جائے گا اور اس کے اجر میں بھی کمی نہیں ہو گی۔ صحابہؓ نے کہا "یا رسول اللہ! دنیا میں پھر تو مالدار سارا اجر لے گئے" آپؐ نے فرمایا "نہیں۔ ایک گھونٹ پانی یا ایک کھجور سے روزہ کھلوا دو تب بھی پورے روزے کا اجر و ثواب ہے۔ جس کے پاس جتنی توفیق ہے اتنا ہی کر گذرے۔ اگر پانی کے گھونٹ کی ہی توفیق ہے تو اس پر بھی اجر انشاء اللہ ضرور ملے گا۔" بشرطیکہ نیت بخیر ہو۔ نیت میں پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے۔ پھر دولت مند اور غیر دولت مند کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تم استغفار کرو تو یہ بھی تمہارے لئے صدقہ ہے۔"

وقت اور دولت کو ضائع نہ کیجئے

سو اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ مال اور یہ دولت، یہ دنیا، یہی میرے اور آپ کے لئے وبالِ جان ہے، یہی ہمارے لئے آخرت میں نجات کا سامان بھی ہے۔ اسی لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یہ وقت اگر ہم آپ غلط راستے میں خرچ کرتے ہیں، یہی وبالِ جان ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو یہی میرے اور آپ کے لئے جنت کا سامان ہے۔ اب جو چاہے جس طرح چاہے خرچ کر لے۔ جس طرح اللہ نے انسان کو عقل دی، فہم دیا، بصیرت دی، تو چاہے وہ سو کے گذار دے، چاہے اللہ کی یاد میں گذار دے، چاہے وہ پیسہ حرام کاموں میں خرچ کرے، چاہے حلال طور پر خرچ کرے، چاہے وہ اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرے، چاہے شیطانی کاموں میں خرچ کرے۔

اولاد کے حقوق

جو آیت میں نے تلاوت کی ہے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)



۱۲ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۸ء

قرآن ایک ایسا نسخۂ شفا ہے جس کی نظیر ساری کائنات میں نہیں

اور یہ

ساری دنیا کو سب سے زیادہ اچھی، سیدھی اور مضبوط راہ بتلاتا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۙ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۙ

ترجمہ: رحمٰن ہی نے قرآن سکھایا اسی نے انسان کو پیدا کیا اسی نے انسان کو بولنا اور کلام کرنا سکھایا۔

سورۃ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور بعض جگہ اس سورت میں جہنم کا بھی ذکر ہے۔ لیکن وہ ذکر بھی بعض اعتبار سے نعمت ہی ہے کیونکہ قوموں کی ہلاکت و عذاب کا ذکر بھی ہدایت کا سبب ہونے کی وجہ سے نعمت ہی قرار پائے گا۔ اور چونکہ حق تعالیٰ سبحانہٗ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت قرآن کریم اور اس کی تعلیم ہے اس لئے اس کو مقدم فرمایا اور چونکہ اہلِ مکہ عام طور سے رحمان کے نام پر الجھتے تھے اور کہا کرتے تھے رحمٰن کون ہے، ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اس لئے سورت کو حضرت حقتعالیٰ کے نام رحمٰن سے شروع کیا — چنانچہ فرمایا کہ قرآن کی تعلیم رحمٰن ہی نے دی ہے اور رحمٰن ہی نے قرآن سکھایا ہے۔ انسان کو اسی نے پیدا کیا، اسی نے بات کرنا سکھایا۔ بعض نے بیان کے ترجمہ میں بات کرنا اور سمجھنا بھی شامل کیا ہے۔ انسان یا تو عام ہے یا حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اور بیان سے تمام چیزوں کے وہ نام ہیں جو آدم علیہ السلام کو تعلیم کئے گئے تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بیان سے مراد وہ واقعات ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے بتائے خواہ وہ آیندہ کے ہوں یا گذشتہ کے — اس کے بعد دوسری نعمتوں اور احسانات کا ذکر ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

اس کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ اور اس کی نعمتوں میں سب سے اونچی نعمت و رحمت (علم قرآن) ہے۔ انسان کی بساط اور اس کے ظرف پر خیال کرو اور علم قرآن کے اس دریائے ناپیدا کنار کو دیکھو۔ بلاشبہ ایسی ضعیف البنیان ہستی کو آسمانوں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری چیز کا حامل بنا دینا رحمٰن ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ کہاں بشر اور کہاں خدا کا کلام!

اب ایجاد کو دیکھئے!

وجود عطا کرنا اللہ کی بڑی نعمت بلکہ نعمتوں کی جڑ ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایجادِ ذات اور ایجادِ صفت — تو اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ذات کو پیدا کیا اور علمِ بیان کی صفت بھی رکھی یعنی قدرت دی کہ اپنے ما فی الضمیر کو نہایت صفائی اور حسن و خوبی سے ادا کر سکے اور دوسروں کی بات سمجھ سکے۔ اسی صفت سے وہ قرآن سیکھتا سکھاتا اور خیر و شر، ہدایت و ضلالت، ایمان و کفر اور دنیا و آخرت کی باتوں کو واضح طور پر سمجھتا اور سمجھاتا ہے۔

محترم حضرات! ہر انسان طبعی طور پر سادہ لوح پیدا ہوتا ہے۔ پھر آگے تعلیم پر منحصر ہے کہ وہ اسے اچھا بنا دے یا بُرا اور عیّار و مکّار بننے پر مجبور کر دے۔ پیدائش کے بعد اگر انسان کو عدل و انصاف کی تعلیم دی جائے تو وہ عادل اور منصف مزاج ہوگا اور اگر اسے ظلم، چوری اور ڈاکہ زنی کی تعلیم دی جاتی تو رفتہ رفتہ بہت بڑا ظالم، چور اور ڈاکو بن جائے گا۔ چنانچہ ظاہر ہے اس صورت میں جب کہ انسان برائیوں کو شعار بنا لے اور درندگی کا خوگر ہو جائے تو اسے انسان کہنا انسانیت کی توہین ہوگی۔

درحقیقت انسان وہ ہے جو فی الواقعہ انسانیت کے بلند منصب پر فائز ہو۔ درندگی اور حیوانیت سے منزّہ ہو اور اس کا وجود خلقِ خدا کے لئے پیغامِ رحمت اور موجبِ برکت و راحت ہو۔ وہ بظاہر انسان نظر آئے مگر اخلاق کے لحاظ سے فرشتہ سیرت دکھائی دے۔ اور اپنے اخلاقِ حمیدہ کی بناء پر بارگاہِ الٰہی میں مقبول، ملائکہ کی نظر میں محبوب

اور مخلوقِ خدا کی آنکھوں کا تارا بن جائے ــــ لیکن یاد رکھیئے! اس قسم کا انسان بنانے والی تعلیم، اس قسم کا حسن اور اس قسم کا رنگ چڑھانے والی تعلیم فقط قرآن مجید کی تعلیم ہے۔ اور اس میں کیوں ایسی خوبیاں نہ ہوں جب کہ اس تعلیم کا معلّم خود انسان کا بنانے والا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور مربّی خدائے رحمانؐ و قدیر ہے۔

کلام رحمٰن کی تعریف

قولہٗ تعالےٰ :۔

ان ھٰذا القراٰن یھدی للّتی ھی اقوم و یبشّر المومنین الذین یعملون الصلحٰت ان لھم اجرًا کبیرًا ۝

ترجمہ : یہ قرآن وہ راہ بتلاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے، اور ایمان والوں کو جو اچھے عمل کرتے ہیں خوش خبری سناتا ہے اور ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یہ قرآن ساری دنیا کو سب سے زیادہ اچھی، سیدھی اور مضبوط راہ بتلاتا ہے۔ تمام "قویم راہیں" اس "اَقوم" کے تحت میں مندرج ہو گئی ہیں۔ لہٰذا اگر کامیابی اور نجات چاہتے ہو تو خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی میں اسی سیدھی سڑک پر چلو ــــ جو لوگ قلب و جوارح یعنی ایمان و عمل صالح سے اس صاف و کشادہ راہ پر چلیں گے۔ قرآن اُن کو دنیا میں حیاتِ طیّبہ کی اور آخرت میں جنّت کی عظیم الشان بشارت سناتا ہے۔ باقی جنہیں انجام کا کچھ خیال ہی نہیں اندھا دھند دنیا کی لذّت و شہوات میں غرق ہیں، آخرت کی اصلا فکر نہیں رکھتے ان کا انجام دردناک عذاب ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ قرآن مجید میں تمام اچھی تعلیمات کا نچوڑ بھرا ہوا ہے اور یہ ایسی راہ بتاتا ہے جو سب سے زیادہ اچھی، سیدھی اور مضبوط ہے۔ یہ صاف صاف کہتا ہے کہ جو اس کی باتوں پر پوری طرح یقین کریں گے اور اللہ عزّ و جل اور اس کے رسولؐ اور یومِ آخرت پر ایمان لا کر نیک کام اختیار کریں گے ان کے لئے خوش خبری ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں چین اور امن و امان کی زندگی بسر کریں گے۔

دوسری صفت

قولہٗ تعالےٰ :۔

و ینزّل من القراٰن ما ھو شفآءٌ و رحمۃ للمومنین۔

ترجمہ : اور ہم قرآن میں سے وہ چیز اتارتے ہیں جس سے روگ دفع ہوں اور ایمان والوں کے واسطے رحمت ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یعنی جس طرح حق کے آنے سے باطل بھاگ جاتا ہے۔ قرآن کی آیات سے جو بتدریج اترتی رہتی ہیں روحانی بیماریاں دُور ہوتی ہیں۔ دلوں سے عقائد باطلہ، اخلاقِ ذمیمہ اور شکوک و شبہات کے روگ مٹ کر صحتِ باطنی حاصل ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اس کی مبارک تاثیر سے بدنی صحت بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ روح المعانی اور زاد المعاد وغیرہ میں اس کا فلسفہ اور تجربہ بیان کیا گیا ہے۔ بہر حال جو لوگ ایمان لائیں یعنی اس نسخۂ شفاء کو استعمال کریں گے تمام قلبی و روحانی امراض سے نجات پا کر خدا تعالیٰ کی رحمتِ خصوصی اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرافراز ہوں گے۔

حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے یہ نتائج برآمد ہوں گے :۔

سب سے اچھی، سیدھی اور مضبوط راہ انسان پائے گا ــــ روحانی بیماریاں (حسد، عجب، کبر، جاہ طلبی، خود غرضی زرطلبی وغیرہ) دُور ہوں گی ــــ عقائد باطلہ، اخلاق ذمیمہ، شکوک و شبہات کے روگ مٹ جائیں گے۔

اب اندازہ فرمایئے! جن لوگوں کو قرآنی تعلیم دی جائے گی اور جو قرآن مجید کی تعلیم کے رنگ میں رنگے جائیں گے وہ کیسے با اخلاق شریف الطبع اور نیک نفس ہوں گے؟ کیا ایسے اخلاق و اوصاف کے حامل افراد کے حق میں خدا تعالےٰ کی طرف سے رحمتیں نازل نہ ہوں گی اور خلقِ خدا انہیں دعائیں نہ دے گی۔

غور فرمایئے! اللہ تعالےٰ جلشانہٗ نے اپنی تعلیم یعنی قرآن مجید کے متعلق کیسے محاسن اور اس کی کیسی خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔

پس اے نوعِ انسانی! آنکھ کھول کر تو دیکھ! قرآن مجید میں کیا کیا گُن بھرے ہوئے ہیں ــــ اس کی باتوں کو مان کر اور اس

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(نماز پنجگانہ کی سالگرہ)

مولانا احتشام الحق تھانوی

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور آپؐ کی حیثیت ایسی ہے جیسے مقتدیوں میں امام کی یا رعایا میں سلطان کی اور فلکی سیاروں میں خورشید عالمتاب کی ہے۔ پھر کمالاتِ نبوّت کی فوقیت اور برتری کے اعتبار سے بھی اور ہمہ گیر و آفاقی بعثت کے لحاظ سے بھی، کیونکہ آپؐ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے ہیں وہ اپنی اپنی قوموں کی طرف اور صرف اپنے اپنے علاقوں کے لئے بھیجے گئے اور اسی طرح کمالاتِ نبوّت اور معجزات میں ان میں ان کی حیثیت محدود اور غیر آفاقی رہی۔ اس کے برعکس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین کے جن و انس کے لئے اور کل عالم کے لئے نبی اور پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔ اسی لئے کمالات و معجزات کے اعتبار سے بھی حق تعالےٰ نے آپ کو جامعیت اور ہمہ گیری عطا فرمائی۔ ایک طرف آپؐ نے کل انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتوں کی تکمیل فرمائی اور دوسری طرف معجزات میں حق تعالےٰ نے آپؐ کو وہ جامعیت عطا فرمائی جو ایک مرکزی اور آفاقی نبوّت کے شایانِ شان تھی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انہی امتیازی اور خصوصی معجزات میں سے ایک وہ اہم معجزہ بھی ہے جو حق تعالےٰ نے اسرار و معراج کی شکل میں آپ کو عطا فرمایا۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات میں سے یہ دو خصوصیتیں سب سے زیادہ اہم ہیں ایک دنیا میں شرف معراج اور دوسری آخرت میں شفاعت کبریٰ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سر سے پاؤں تک ہر ادا میں اعجاز کی شان نظر آتی ہے لیکن معجزۂ معراج حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فضیلت اور نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم معجزہ ہے۔ اس معجزہ کا اہم جزو کسی قدر اجمال کے ساتھ قرآن کریم کی دو مختلف سورتوں میں مذکور ہے لیکن واقعہ کی تفصیلات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح بیان فرمائیں اس کے نہایت ثقہ اور مستند راوی تقریباً پینتالیس صحابہ ہیں جن میں صحابہ مہاجرین کی وہ تعداد بھی شامل ہے جن کی موجودگی میں یہ سارا واقعہ پیش آیا اور اور وہ صحابہ انصار بھی شامل ہیں جنہوں نے ہجرت کے بعد مدینہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کے سلسلہ میں دریافت کیا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔ اس معجزہ کے سلسلہ میں جن روشن خیالوں اور عقل پرستوں نے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوتے بھی ایسی مضحکہ خیز تاویلیں کیں جن سے یہ معجزہ خواب و خیال کی حیثیت میں تبدیل ہو جائے۔ ان کا شمار بھی دراصل منکرین معجزات ہی کی صف میں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی عقل و فہم پر مغرب کی مادہ پرستی اور اسلام سے بیزاری کا اثر غالب ہے۔ پھر یہ واقعہ صرف حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوّت کی صداقت کا اعلان کرنے والا معجزہ ہی نہیں ہے بلکہ اسلام کے سب سے اہم رکن یعنی فریضۂ نماز کی سالگرہ بھی ہے کیونکہ اس واقعہ معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ نمازوں کی عبادت کا فریضہ عطا فرمایا گیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ توحید، رسالت کے بعد جو سب سے پہلا فریضہ امت کو عطا کیا گیا اور سب سے آخر تک باقی رہنے والی جو عبادت ہے وہ نماز ہی ہے۔ ویسے نماز کی عبادت مختلف ہیئتوں اور صورتوں کے ساتھ آپؐ سے پہلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی دی گئی لیکن سب سے زیادہ جامع اور اکمل ترین صورت نماز کی وہی ہے جو افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی۔ سیرت و تاریخ اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ واقعہ معراج میں پانچ نمازوں کی فرضیت سے پہلے بعثت کے ساتھ ساتھ دو وقت کی نمازیں فرض کی گئی تھیں یا ان کا ادا کرنا لازمی سمجھا جاتا تھا۔ ایک طلوع آفتاب سے قبل اور دوسری غروب آفتاب سے پہلے جس کا تذکرہ مفسرین کی رائے کے مطابق قرآن کریم کی اس آیت میں ہے:۔

وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها۔

پاکی بیان کیجئے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ طلوع آفتاب سے قبل اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔

بعثت کے بعد جب سب سے پہلی نماز آپ نے ادا فرمائی ہے ــــ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے آپؐ کی اقتداء میں وہ نماز ادا کی ہے جو آپؐ کی نبوّت و رسالت کو سنتے ہی آپ پر ایمان لے آئی تھیں اس کے بعد ابوبکر صدیق نے پھر حضرت علی اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہم وغیرہ جو حضرات ایمان لاتے رہے انہوں نے آپؐ کے ساتھ نمازیں ادا کیں۔ گویا فرض نمازوں کی بعد کی اصطلاح میں ان دو نمازوں کو نماز فجر اور نماز عصر سے تعبیر کیا جا سکتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ ابتدائی عصر کی بھی دو رکعتیں فرض تھیں۔ جو بعد میں چار رکعتیں فرض کر دی گئیں۔ اس سلسلہ میں ایک اور تھی جو جو رات کے آخری حصہ میں ادا کی جاتی تھی جس کو صلوٰۃ اللیل اور نماز تہجد کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور امت پر فرض نہ تھی۔ چنانچہ ان تینوں نمازوں کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصیت کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے:۔

اقم الصلوٰۃ طرفی النہار

وزلفاً من اللیل"
(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونوں سروں پر (یعنی اول و آخر میں) اور رات کے کچھ حصوں میں۔

بہرحال اس واقعہ معراج سے جو نبوت کے گیارھویں سال رجب کی ستائیسویں شب کو پیش آیا۔ پانچ نمازیں فرض کی گئیں چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے واپسی پر فجر کی نماز حسب معمول ادا کی اور ظہر کی نماز کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ جبریل امین نے اپنی امامت میں مجھے اس طرح نماز پڑھائی کہ سب سے آگے جبریل امین تھے اور جبریل کے پیچھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مقتدیوں کی صف ہے۔ گویا جبریل امین اپنی امامت سے نماز کا طریقہ بتلا رہے ہیں اور اسی کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امامت میں نماز ظہر پڑھا رہے ہیں۔ اس طرح نماز عصر بھی جبریل امین نے تلقین فرمائی۔ پھر غروب آفتاب کے بعد مغرب کی تین رکعتیں جبریل امین نے پہلی نمازوں کی طرح پڑھائیں پھر نماز عشاء اور فجر کی نمازیں اپنے وقتوں میں پڑھائیں اسی طرح دو دن تک دس نمازیں جبریل امین نے تلقین فرما کر خدا کے حکم کی تعمیل کی۔ اس واقعہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ فرض نمازوں کی تعداد جبریل امین کی تلقین کے مطابق پانچ ہے اور پانچ نمازوں کی ادائیگی کے لئے وقت کے مقررہ حدود بھی ہیں۔ انہی دونوں چیزوں کا اظہار قرآن کریم کی اس آیت میں کیا گیا ہے:۔

ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود۔

لفظ کتاب فرضیت کے مفہوم کو ادا کرتا ہے جیسا کہ عبادت صوم اور عبادت جہاد کے سلسلہ میں ارشاد باری ہے:۔

یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام — اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا۔

دوسری جگہ قتال کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:۔

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم
جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو طبعاً گراں معلوم ہوتا ہے۔

تیسری جگہ ارشاد ہے:۔

کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ
تم پر فرض کیا گیا ہے قصاص مقتولین کے بارے میں۔

اور لفظ موقوت سے نمازوں کے معین اوقات کی طرف اشارہ ہے جس کی تصریح قرآن کریم میں بھی ہے اور اس کے تفصیلی حدود خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:۔

فسبحان اللہ ... تا ... تظہرون۔
سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو، شام کے وقت اور صبح کے وقت (اور تمام آسمانوں اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے) اور تیسرے پہر اور ظہر کے وقت۔ (پ ۲۱ - س روم)

علماء نے لکھا ہے کہ یہاں لفظ 'تمسون' سے شام کے وقت کی دو نمازیں مراد ہیں یعنی مغرب اور عشاء اور تصبحون سے صبح یعنی فجر کی نماز مراد ہے۔ اور لفظ عشیا سے مراد عصر اور تظہرون سے ظہر کی نماز مراد ہے۔ قرآن کریم کی ایک اور آیت بھی ہے جس میں پنجگانہ نمازوں کے اوقات کی تصریح ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

اقم الصلوٰۃ ... تا ... کان مشہودا۔
(پ ۱۵ س بنی اسرائیل) آفتاب ڈھلنے سے رات کے اندھیرے ہونے تک نمازیں ادا کیجئے اور صبح کی نماز بھی۔

اس آیت میں "لدلوک الشمس الی غسق اللیل" سے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں اور قرآن الفجر سے فجر اور صبح کی نمازیں مراد ہیں۔ چونکہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی چاروں نمازوں کا وقت بالعموم انسان کے بیدار ہونے کی حالت میں تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے آتا ہے اس اس لئے چاروں نمازوں کے اوقات اجمالاً ایک سلسلہ میں ذکر فرمائے گئے۔ اور فجر اور عشاء کی نماز میں نیند کے ذریعہ چونکہ فصل ہو جاتا ہے اس لئے بھی اس کو جداگانہ ذکر کیا گیا اور اس لئے بھی کہ فجر کی نماز میں صرف دو رکعتیں فرض ہیں اور دوسری نمازوں کی بہ نسبت قرآن کریم ان میں زیادہ زیادہ مقدار میں پڑھا جاتا ہے اسی مناسبت سے اس کی تعبیر بھی قرآن الفجر کے لفظ سے کی گئی۔

اور نماز پنجگانہ کے اوقات کی مکمل تفصیل اور ہر نماز کے وقت کا آغاز اور اختتام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً بھی بیان فرمایا اور عملاً بھی اور تعیین اوقات پر عملی تواتر تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک مسلسل چلا آ رہا ہے اور تا قیام قیامت چلتا رہے گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امین نے دو روز تک بیت اللہ کے پاس میری امامت کی (پہلے دن) مجھ سے ظہر کی نماز اس وقت پڑھوائی جب سورج ڈھل گیا اور چپل کے تسمہ کے بقدر سایہ ہو گیا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھوائی جب ہر چیز کا (اصلی سایہ کے علاوہ) اس کے برابر سایہ ہو ہو گیا۔ مغرب کی نماز اس وقت پڑھوائی جب روزہ دار کے افطار کا وقت ہو گیا یعنی آفتاب غروب ہو گیا، عشاء کی نماز اس وقت پڑھوائی جب شفق غائب ہو گئی اور فجر کی نماز اس وقت پڑھوائی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو گیا۔ یعنی صبح صادق کے بعد ابتدائی وقت میں۔ پھر جب اگلا دن ہوا تو ظہر کی نماز مجھ سے اس وقت پڑھوائی جب (اصلی سایہ کے علاوہ) ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ اور عصر کی نماز اس وقت پڑھوائی جب دو مثل (دوگنا) سایہ ہو گیا اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھوائی جب روزہ دار کے افطار کا وقت ہو گیا، عشاء کی نماز تہائی رات ہونے پر پڑھوائی اور فجر کی نماز مجھ سے جب پڑھوائی تو خوب روشنی پھیل چکی تھی۔ پھر میری طرف ملتفت ہو کر جبریل امین نے کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تم سے پہلے کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وقت ہے۔ اور نمازوں کے اوقات ان ابتدائی و انتہائی حدود کے درمیان ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ نمازوں کے لئے

وقت کی یہ وسعت اور ابتدائی و انتہائی حدود کے ساتھ محدود ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ انبیاء سابقین کے لئے تھا۔ اگرچہ انبیاء سابقین اور ان کی امتوں میں سے کسی پر بھی اس طرح پانچوں نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں۔ بلکہ ان میں سے بعض بعض نمازیں بعض پیغمبروں پر فرض ہوتی ہیں اور عشاء کی نماز کی فرضیت تو امتِ محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ پہلے کسی امت پر یہ نماز فرض نہیں ہوئی۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

اعتموا بھذہ الصلوٰۃ فانکم قد فضلتم بھا علیٰ سائر الامم ولم تصلھا امۃ قبلکم۔

اس نماز کو تاخیر کر کے خوب اندھیرے میں پڑھا کرو۔ تم کو اس نماز کے ذریعہ تمام امتوں پر فضیلت عطا کی گئی ہے اور اس نماز کو تم سے پہلے کسی امت نے نہیں پڑھا ہے۔

بہر حال پانچوں وقت کی نمازیں فرض ہیں اور ان سب کی فرضیت قرآن کریم سے بھی اجمالاً ثابت ہیں۔ جن کی تفصیل وحی کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔ اسی طرح تمام فرض نمازوں کے اوقات کا تعین حق تعالےٰ ہی کی جانب سے ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث اور دوسری بہت سی حدیثوں سے صراحتاً ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے جو شخص اچھی طرح وضو کر کے ان کو پڑھے گا اور ان کے وقت پر پڑھے گا اور پوری طرح ان کا رکوع اور خشوع و خضوع وغیرہ ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات اپنے ذمے لے لی ہے کہ اس کو بخش دے گا اور جو شخص ایسا نہ کرے گا تو اس کے لئے اللہ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے وہ چاہے تو بخش دے اور چاہے اس کو عذاب دے۔

پس بعض تجدد پسند، کور باطن اور مغرب زدہ لوگ جو مسلمانوں کو تذبذب اور شکوک شبہات میں مبتلا کرنے کے لئے سفید آقاؤں کے ایماء پر یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم سے دو یا تین نمازوں کی فرضیت ثابت ہے اور باقی نمازیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اضافہ کر دی ہیں۔ یہ سراسر کذب و افتراء دین سے ناواقفیت یا دیدہ دانستہ فریب دینا اور قطعاً کفر ہے۔ اس لئے کہ جس چیز کی فرضیت قرآن کریم سے ثابت ہے اگرچہ اجمالات سے اس کا ثبوت قرآن سے ہو اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس اجمال کی جو تفصیل حدیثوں سے ثابت ہوتی ہے یہ ثبوت اس تفصیل کی طرف منسوب نہیں ہوگا۔ بلکہ دراصل یہ مفہوم اسی اجمال کا ہوگا۔ لہذا پانچوں وقت کی نمازوں کی فرضیت یا ان کے اوقات کی تعین ہو اور یا ان کی رکعتوں کی تعداد ہو یہ سب چیزیں حق تعالیٰ ہی کی فرض کی ہوئی ہیں، ان کی فرضیت قرآن سے بھی ثابت ہے۔ بہت بڑی تعداد میں حدیثوں سے بھی اور اجماع امت سے بھی جو عملی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور بلکہ واقعہ معراج کے پیش آنے کے اگلے دن سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا چلا آتا ہے۔ معجزہ معراج سے اسلام کے اہم ترین عملی رکن کی فرضیت کا اور عبادت نماز کا انتہائی قریبی اور گہرا تعلق ہے۔

حق تعالےٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امتیازی معجزہ میں جو خصوصی انعام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمایا اس میں امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو بھی ان کی حیثیت اور درجہ کے موافق اس طرح حصہ عطا فرما کر اسی معجزہ کے دوران نماز پنجگانہ فرض کی — شبِ معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب کے وہ درجات عطا فرمائے گئے جو کسی بشر اور کسی مخلوق کو نہ حاصل ہوتے ہیں اور نہ حاصل ہوں گے اور نماز میں بھی ایک نماز پڑھنے والے مومن کو قرب خداوندی کا وہ اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے جو کسی اور عبادت میں نہیں ہوتا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے رب سے تمام حالات کی بہ نسبت سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اس کا سر حق تعالےٰ کے قدموں میں ہوتا ہے۔ گویا شب معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ کے قرب کا اعلیٰ ترین درجہ حاصل ہوا اور نماز میں نماز پڑھنے والے کو اس کی حیثیت کے مطابق معراج اور قربِ حق کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے اور یہ حق تعالیٰ کا امتِ محمدیہ پر بہت بڑا انعام ہے کہ اس امتِ محمدیہ پر نماز پنجگانہ فرض فرما کر اپنے دربار کی خصوصی حاضری اور باریابی کا موقع عطا فرمایا۔

القصیدۃ الدالیۃ الدعائیۃ

محمد عبد الواحد ندیم معلم مدرسہ دار العلوم عبیدیہ محلہ قدیر آباد ملتان

اِلٰهِیْ مَنْ یُّجِیْبُ اِذَا اُنَادِیْ | فَهَلْ بَابٌ سِوَاكَ وَاَنْتَ هَادِیْ

اے میرے پروردگار! جب میں (کسی مصیبت میں) پکارتا ہوں تو اس وقت کون جواب دیتا ہے (اور فریاد رسی کرتا ہے) تیرے سوا کوئی اور در ہے (جو میں وہاں جاؤں) تو ہی نے تو مجھے ہدایت کی ہے

فَاَنْتَ مُجِیْبُ مُضْطَرٍّ وَّاَنْتَ | مُغِیْثُ اِذَا اسْتَغَاثَ عَنِ الْبِعَادِ

پس تو ہی بے قرار کو جواب دینے والا ہے، اور تو ہی امدادی ہے جب کہ دور سے امداد طلب کی جائے

اِلٰهِیْ اَنْتَ اَصْدَقُ قَائِلِیْنَا | وَاِنَّ الْخَاطِئِیْنَ مِنَ الْعِبَادِ

اے میرے پروردگار! تو ہی سب سے زیادہ سچا ہے۔ (اور تیرا کہنا ہے کہ) "گنہگار میرے بندے ہیں"

لِاَنَّكَ اَنْتَ رَبُّ الْاٰثِمِیْنَا | رَجَائِیْ مِنْكَ فِیْ یَوْمِ التَّنَادِ

جب کہ تمام سیاہ کاروں کا رب تو ہی ہے۔ تو مجھ سیاہ کار کی بروز قیامت تجھ سے امید ہوگی۔

تَنَجَّسَ كُلُّ غَبْرَاءٍ فُسُوْقًا | فَاَلْجِئْنِیْ اِلٰی خَیْرِ الْبِلَادِ

پوری روئے زمین بدکاریوں سے پلید ہو گئی ہے۔ لہذا مجھے خیر البلاد (مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ) میں پناہ دے

اِلٰهِیْ لَا تُعَذِّبْنَا عَذَابًا | نُعَذَّبُ فِی الدُّنٰی اَمْ فِی الْمَعَادِ

اے میرے پروردگار! مجھے ہر عذاب سے بچا چاہے وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں (کیونکہ ہر دو عذاب ناقابلِ برداشت ہیں خصوصاً مؤخر الذکر)

كَاَقْوَامٍ عَصَتْكَ لَهُمْ عَذَابٌ | بِسَخْطِكَ مِثْلَ هُوْدٍ مِثْلَ عَادِ

ان قوموں کی طرح جنہوں نے تیری نافرمانی کی۔ پھر تیری ناراضگی کے سبب وہ تیرے عذاب کے مستحق ہوئے جیسے قوم ہود اور قوم لوط (ہمیں اس قوم والی خصلتوں سے محفوظ رکھ)

اِلٰهِیْ اَنْقِذْنِیْ صِرْتُ حَالًا | كَبَقْرٍ اِذْ تُحَلَّبُ بِالْاِتَادِ

اے میرے پروردگار! مجھے (شیطان کے چنگل سے) چھڑا۔ کہ میرا یہ حال ہو گیا ہے کہ جیسے گائے کو دوہنے کے وقت رسّی ڈال کر مجبور کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان کی فریب کاریوں نے مجھے ارتکاب سیئات پر مجبور کر لیا ہے۔ مجھے اس کے شر سے مامون کر دے۔

فَاَدْعُوْ مُخْلِصًا وَّتَضَرُّعًا اَنْ | تُوَفِّقَنِیْ الْبُلُوْغَ اِلٰی مُرَادِیْ

بس اے پروردگار! مجھے گڑگڑاتے ہوئے اور عاجزی کرتے ہوئے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے دینی و بنیادی مقاصد میں فتحیابی عطا فرما۔

وَاِنِّیْ عَاجِزٌ صِفْرُ الْیَدَیْنِ | مِنَ الْحَسَنَاتِ كَثِّرْنِیْ بِزَادِیْ

اور میں بے شک ناچار ہوں اور نیکیوں سے میرے دونوں ہاتھ خالی ہیں تو تو میرا زادِ راہ (سفرِ قیامت) کو زیادہ کر دے۔ (تاکہ قیامت کے دن جب تیری بارگاہ میں حاضر ہوؤں تو یہ اعمال نامہ سیاہ اور نیکیوں سے خالی نہ ہو بلکہ پُر ہو اور میں اس دن سرخروئی حاصل کر لوں (آمین)

تاریخ کے دریچے سے

نورالدین زنگی

آباد، شاہ پوری

(گذشتہ سے پیوستہ)

دوسری صلیبی جنگ

نورالدین کو زمام حکومت سنبھالے زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ اسے اڈیسا کی مدافعت کے لئے جانا پڑا۔ اڈیسا کے آرمینی باشندوں نے اپنے سابق حکمران جوسیکلین ثانی سے ساز باز کر کے بغاوت کر دی تھی۔ (نومبر ۱۱۴۶ء) نورالدین فوراً فوج لے کر پہنچا۔ اسلامی فوج کے پہنچتے ہی جوسکلین بھاگ نکلا اور اڈیسا پر دوبارہ قبضہ کر لیا گیا۔ اُدھر اڈیسا کے ہاتھ سے نکل جانے پر یورپ میں تہلکہ مچ گیا۔ پاپائے روم نے صلیبی جنگ کے لئے فرمان جاری کر دیا۔ فرانس کے لوئی ہفتم اور جرمنی کے شہنشاہ کونارڈ سوم نے کلیساؤں میں حلف اٹھایا اور ان کی قیادت میں لاکھوں صلیبی شام و فلسطین کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ صلیبی "مجاہد" اپنوں سے لڑتے، لوٹ مار کرتے اور بداخلاقی کا طوفان اٹھاتے روانہ ہوئے۔ ایشیائے کوچک کے سلجوقیوں سے لڑتے بھڑتے سرزمین مقدس میں پہنچے اور شاہ یوروشلم بالڈون سوم سے صلاح مشورہ کر کے دمشق کو جا گھیرا۔

دمشق، ماضی میں فرنگیوں کا آلۂ کار بنا رہا تھا۔ یوروشلم کے بادشاہ اور فرنگی ریاستوں کے نوابوں کے ساتھ دمشقی حکمرانوں کے گہرے دوستانہ روابط رہے تھے۔ جب بھی کسی مسلمان رہنما نے مسلمانوں کو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک پرچم تلے لانا چاہا، دمشق کے حکمرانوں نے فوراً مخالفت کی اور فرنگیوں کا تعاون حاصل کر کے اپنوں کے مقابلے میں نکل آئے۔ فرنگیوں سے اس دوستی اور اپنی ملت سے مسلسل غداریوں کا صلہ دمشق کو یہ ملا کہ صلیبی اس پر چڑھ دوڑے۔

صلیبی کئی مہینے دمشق کا محاصرہ کئے پڑے رہے، آخر نورالدین محمود اور سیف الدین غازی کمک لے کر پہنچ گئے۔ لوئی اور کونارڈ نے محاصرہ اٹھا لیا اور دلوں پر داغِ ذلت و ناکامی لئے یورپ چلے گئے۔

دوسری صلیبی جنگ کی ناکامی سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ نورالدین نے فرنگی مقبوضات پر یلغار شروع کر دی اور پے در پے شکستیں دے کر ایک بڑا علاقہ ان کے چنگل سے چھڑا لیا۔ ۱۱۴۹ء میں انطاکیہ کے ریمان کو شکست فاش دی۔ ریمان مارا گیا، اس کی فوج کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا اور متعدد شہر مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے۔ ۱۱۵۰ء میں تل بشیر اور اڈیسا کی ریاست کے باقیماندہ علاقے بھی فتح کر لئے گئے۔

دمشق پر قبضہ

ان شکستوں کے باوجود فرنگیوں کو ابھی بالادستی حاصل تھی، ۱۱۵۳ء میں انہوں نے عسقلان پر قبضہ کر لیا۔ عسقلان فلسطین میں فاطمیوں کا آخری قلعہ تھا۔ اس کی فتح سے مصر اور فرنگی سلطنت کے درمیان آخری روک بھی ختم ہو گئی۔ فلسطین میں مصری فوجوں کے داخلے کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور مصر پر یلغار کا راستہ صاف ہو گیا جس پر پہلے دن سے فرنگیوں کی نظر تھی ان کی مسرت کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔

نورالدین سے بھی مصر کی اہمیت مخفی نہ تھی، مصر کے فاطمی فرنگیوں سے بالعموم ساز باز رکھتے تھے اور آرمینیا اور شام و عراق میں اپنے ہم مسلکوں کو اُکساتے رہتے تھے۔ جنگی نقطۂ نظر سے بھی فرنگیوں کو مصر کی اس دوڑ میں شکست دینا ضروری تھا۔ اس طرح وہ انہیں شمال اور جنوب دونوں طرف سے گھیر کر سمندر میں پھینک سکتا تھا، لیکن پہلے دمشق سے نپٹنا ضروری تھا۔

دمشق گذشتہ ۲۴ برس سے فرنگیوں کو نکال باہر کرنے کی مہم میں سب سے بڑی رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ موصل اور یوروشلم کے درمیان اور فرات اور مصر کی شاہراہ پر واقع ہونے کے باعث فوجی اور اقتصادی ہر لحاظ سے زبردست اہمیت رکھتا تھا۔ اپنی اس اہمیت کی بناء پر اسے شامی سیاسیات میں فیصلہ کن حیثیت حاصل تھی۔ یہاں آتابک تفتگین کا خاندان برسرِ اقتدار تھا۔ معین الدین انار اس خاندان کا وزیر تھا۔ انار، نہایت زیرک اور چالاک سیاستدان تھا اور دمشق اسی کی مرتب کردہ پالیسی پر چل رہا تھا۔ پالیسی یہ تھی کہ کبھی فرنگیوں کی طرف سے خطرہ پیدا ہوتا تو شام و عراق سے معاہدہ کر لیتا اور کبھی شام و عراق کی بڑھتی ہوئی قوت کو بے اثر کرنے کے لئے فرنگیوں سے گٹھ جوڑ کر لیتا۔

عماد الدین زنگی نے دمشق پر متعدد حملے کئے مگر ناکام رہا لیکن اب دمشق کو زیادہ مدت تک چھوڑا نہ جا سکتا تھا۔ فرنگی مسلمانوں پر ضربِ کاری لگانے کے لئے مصر پر جلد سے جلد قبضہ کرنے کی فکر میں تھے۔ ادھر دمشق، نورالدین اور مصر کے درمیان حائل تھا۔ نورالدین ایک آدھ مرتبہ پہلے بھی ناکام کوشش کر چکا تھا، تاہم اب دمشق کی فتح کے لئے زمین ہموار ہو چکی تھی۔ معین الدین انار مر چکا تھا اور اس کی جگہ نجم الدین ایوب (صلاح الدین ایوبی کا والد) حکومت کے سیاہ و سپید کا مالک بن چکا تھا۔ نجم الدین ایوب کا بھائی اسدالدین شیرکوہ، نورالدین کی افواج کا سالار تھا۔ مسلمانوں اور فرنگیوں کی کشمکش میں دمشق کا موقف یقیناً رسوا کن تھا، جسے کوئی بھی مخلص اور درد مند مسلمان برداشت نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ نجم الدین ایوب نے نورالدین کو بلا بھیجا اور دمشق اس کے حوالے کر دیا۔ (۱۱۵۴ء)

دمشق پر نورالدین کا قبضہ تاریخ کا عصر آفرین واقعہ تھا۔ مسلمانوں کو فرنگیوں کے مقابلے میں جس اتحاد کی ضرورت تھی اس کی طرف یہ ایک اہم قدم تھا۔ نورالدین کی سلطنت اور یوروشلم کے درمیان سے آخری روک دور ہو گئی تھی۔

عباسی خلیفۃ المسلمین نے اس کارنامے پر نورالدین کو "الملک العادل" کا خطاب دیا۔ نورالدین کی سلطنت دجلہ کے بالائی کناروں سے اردن کے سرچشموں تک وسیع ہو چکی تھی۔

زلزلے اور جنگیں اب شام و فلسطین میں نورالدین کی حریف صرف ایک قوت رہ گئی تھی۔ اس نے اپنی ساری توجہ اس قوت کو پاش پاش کرنے میں صرف کر دی۔ اگلے پندرہ سال اسی جدوجہد میں گزرے۔ اس دوران میں بڑے اہم واقعات رونما ہوئے۔ ۱۱۵۶ء میں شام کو سخت زلزلوں نے ہلا کر رکھ دیا۔ بہت سے قلعے اور شہر تباہ ہو گئے۔ ہر طرف افراتفری اور تباہی کا عالم تھا۔ فرنگیوں نے یہ موقع غنیمت جانا اور فوجیں لے کر مسلمانوں پر چڑھ دوڑے۔ نورالدین بھی، جو برباد شہروں کے دفاعی اقدامات میں مصروف تھا میدان میں نکل آیا۔ ۱۹ جون کو الملاحہ کے مقام پر بالڈون کو عبرت ناک شکست دی۔ ۶ جولائی کو پھر زلزلے شروع ہو گئے۔ جن کا سلسلہ نومبر تک رہا۔ حمص، حماہ، اپامیا اور شیرز میں سخت تباہی آئی۔ مسلمانوں کو اس مصیبت میں گرفتار دیکھ کر فرنگی پھر انطاکیہ میں جمع ہونے لگے۔ نورالدین نے بھی عنب کے مقام پہ پوزیشن سنبھال لی۔ فرنگیوں نے مسلمانوں کو چوکس پایا تو حملے کا ارادہ ترک کر دیا۔

اکتوبر ۱۱۵۷ء میں نورالدین سخت بیمار ہو گیا۔ حتیٰ کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ تاہم زندگی تھی بچ نکلا۔ صحت مند ہونے کے بعد نورالدین نے داخلی انتظامات درست کئے اور پھر ایک نئے عزم کے ساتھ حلب سے نکلا۔ فرنگیوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ ربان، تیبون، بہسین اور مراس ان سے چھین لئے۔ عین تب کی لڑائی میں ریجنالڈ کو گرفتار کر لیا اور فرنگی صلح کرنے پہ مجبور ہو گئے۔

مصر کی فتح مصر فرنگیوں اور نورالدین دونوں کے لئے اہم تھا۔ آخر ۱۱۶۴ء میں اس پہ قبضہ کرنے کے لئے دونوں طاقتوں کی دوڑ شروع ہوئی۔ قاہرہ کے دو حریف وزیروں شاور اور ورغام نے بیرونی امداد طلب کی۔ شاور نے نورالدین سے اور ورغام نے امارک شاہ یروشلم سے۔ نورالدین نے شیرکوہ کو فوج دے کر بھیجا۔ شیرکوہ کا بھتیجا صلاح الدین ایوبی پہلی مرتبہ اسی موقع پر تاریخ کے سامنے نمودار ہوتا ہے۔ شیرکوہ اور امارک میں چند جھڑپیں ہوئیں جن میں اول الذکر کا پلہ بھاری رہا۔ اگرچہ یہ تصادم کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہو گیا تاہم شیرکوہ اپنے ساتھ مصر کے متعلق اہم معلومات لے کر آیا۔ مصر کی فاطمی خلافت کو گھن چاٹ چکا ہے اس کا تزک و احتشام ناقوت اور رعب محض ایک ظاہری نمائش ہے۔ مصر قحط الرجال سے دوچار ہے اور حکومت کی حالت پتلی ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں زمام کار ہے۔ عوام الناس ان سے سخت نالاں اور متنفر ہیں۔

۱۱۶۷ء میں فرنگی اور شیرکوہ پھر مصر میں آمنے سامنے ہوئے۔ اس مرتبہ بھی لڑائی بے نتیجہ رہی اور فوجیں واپس ہو گئیں۔ دسمبر ۱۱۶۸ء میں مصر کی طرف تیسری مہم روانہ ہوئی۔ اس مرتبہ شامی وسیع مقصد لے کر فیصلہ کن عزم کے ساتھ آئے تھے۔ امارک نے قاہرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا، اچانک شامی افواج پہنچ گئیں۔ امارک کے لئے محاصرہ اٹھا کر فلسطین کی راہ لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ شامی افواج قاہرہ میں داخل ہو گئیں۔ قاہرہ کے باشندوں نے جو طویل خانہ جنگی، بیرونی حملوں اور اسمٰعیلی عقائد سے سخت بیزار ہو چکے تھے۔ شامی افواج کا زبردست خیر مقدم کیا۔ خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کو اپنا وزیر اور کمانڈر انچیف بنا لیا۔ شیرکوہ دو مہینے بعد فوت ہو گیا تو اس کی جگہ صلاح الدین نے لے لی۔ صلاح الدین نے کچھ مدت بعد نہایت خاموشی اور پرامن طریقے سے فاطمی خلافت کی بساط لپیٹ کر رکھ دی۔ اس طرح مصری تاریخ کا ایک طویل دور ختم ہو گیا۔ مصر کی فتح سے فرنگی، چکی کے دو پاٹوں کے درمیان آ گئے۔ لین پول لکھتا ہے:۔

نورالدین سلطانِ شام کے سپہ سالار کا وادیٔ نیل پہ قابض ہونا، یہ معنی رکھتا تھا کہ یروشلم کی مسیحی سلطنت ایک چری ہوئی لکڑی کے بیچ میں آ گئی ہے۔ اسے ایک ہی طاقت کے دو لشکر دونوں طرف سے بھینچ رہے تھے۔ دمیاط اور اسکندریہ کی بندرگاہوں پہ قبضے سے ایک جہازی بیڑا بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا۔ چنانچہ انہوں نے فلسطین کے صلیبیوں کا تعلق یورپ سے کاٹ دیا۔

عروج کامل اس سارے عرصے میں نورالدین خاموش نہیں رہا۔ ادھر شامی افواج مصر کی طرف روانہ ہوتیں، ادھر وہ فلسطین پر چڑھ دوڑتا اور قلعوں پر قلعے اور شہروں پہ شہر فتح کر لیتا۔ شام میں آخری فیصلہ کن جنگ اگست ۱۱۶۴ء میں ارتہ کے مقام پہ لڑی گئی۔ فرنگیوں کو بری طرح شکست ہوئی اور بڑے بڑے فرنگی سردار قید کر لئے گئے۔ اس کے بعد نورالدین نے بانیاس پہ یلغار کی۔ ۱۸ اکتوبر کو اس نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ اب فرنگیوں کے دور افتادہ قلعے صیدا، صور اور انطاکیہ کے مضافات بھی اس کی تاخت سے محفوظ نہ رہے تھے۔ جنوری ۱۱۶۹ء تک شام کا سارا اور فلسطین کا خاصہ بڑا علاقہ فرنگیوں سے پاک ہو چکا تھا۔ نورالدین کی عظمت کا آفتاب نصف النہار پہ چمک رہا تھا۔

وفات اب نورالدین فرنگیوں پہ آخری ضرب لگانے اور بیت المقدس واپس لینے کی تیاری کرنے لگا جو اس کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو تھی۔ مگر یہ سعادت اس کے سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایوبی کے نصیب میں تھی۔ ۱۵ مئی ۱۱۷۴ء (۵۶۹ھ) کو خناق کے عارضے سے اس کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کی خبر مسلمانوں پر بجلی بن کر گری۔ کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ ان کا عظیم رہنما اتنی جلدی دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ ۶ مئی کو وہ چنگا بھلا تھا۔ اس روز پچھلے پہر وہ اپنے مصاحبین کے ساتھ سیر و تفریح کے لئے نکلا۔ راستے میں ایک مصاحب سے دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کرتا رہا۔ ۱۵ مئی کو وہ اس بے ثبات و ناپائیدار دنیا سے زندگیٔ جاوید سے ہمکنار ہونے کے لئے رخصت ہو گیا۔ وفات کے وقت اس کی عمر ۵۶ برس کی تھی۔ (باقی آئندہ)

چغلخوری

(اسلام کی نظر میں)

مولوی فضل الرحمان قاصر، بٹل ضلع ہزارہ

اسلام کے چھٹے کلمہ "ردِّ کفر" میں ہم جن رذائل و کبائر سے توبہ تائب ہوتے اور ان سے اپنی بیزاری کا اظہار و اقرار کرتے ہیں ان میں ایک فعل چغلخوری بھی ہے۔ جو ہمارے روزمرہ کے معمول میں اس قدر رچ بس گئی ہے کہ اب ہمارے نزدیک گویا وہ کوئی گناہ یا رذالت ہی نہیں رہی — اور حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی بڑے سے بڑا گناہ بھی ہمہ گیر پیمانے پر صادر ہونے لگ جائے تو پھر وہ اپنی عمومیت کی وجہ سے عوام الناس کے ہاں گناہ کے درجہ میں نہیں رہتا۔ اور ظاہر ہے کہ اس صورتِ حال کے ہوتے ہوئے گنہ سے دامن کشی یا اس پہ نادم و پشیمان ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب بدعملی اور کجروی کے معاملہ میں بے حسی و بے ادراکی اس نہج پر آ جائے تو اسی کا نام دردِ بے درماں اور مرضِ لاعلاج ہے جس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

چغلخوری اگر کوئی خفیف اور صغیرہ قسم کا گناہ ہوتا تو بھی تواتر کے ساتھ کیے جانے کے سبب اسے گناہ کبیرہ ہی کے درجہ میں شمار کیا جاتا۔ اس لئے کہ مداومت اور ہمیشگی صغیرہ گناہ کو بھی کبیرہ بنا چھوڑتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے اس فعلِ بد کا ذکر کفار اور ان کے اوصاف کے ذیل میں فرمایا ہے — ارشادِ باری ہے:-

هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيمٍ ط (القلم)

ترجمہ: طعنے دینے والا، چغلی کھانے والا۔

چغلی کی تعریف

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

اَلنَّمِیْمَۃُ، نَقْلُ الْکَلَامِ بَیْنَ النَّاسِ عَلٰی جِہَۃِ الْاِفْسَادِ۔ چغلی، فساد کی خاطر آپس میں ایک دوسرے کی بات نقل کرنا ہے۔

اور یہ اتنی جامع اور واضح تعریف ہے جس کے بعد سعی لاحاصل کے طور زیادہ سے زیادہ اگر کسی تفصیل کی ضرورت ہے تو صرف اسی قدر کہ یہ کوئی مفرد اور مجرد گناہ نہیں بلکہ ایک ایسا معجون مرکب قسم کا گناہ ہے جس میں غیبت، بہتان، کذب اور افترا کے عناصر ایک ساتھ شامل رہتے ہیں جو مل کر ایک پُرسکون ماحول اور پُرامن فضا کو باہمی الفت و مودت، اعتماد اور اتحاد کی دولت سے محروم کر دیتے ہیں۔ پھر یہ فتنہ پردازی صرف زبان ہی سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ تحریر و تقریر اور رموز و اشارات سے بھی پروان چڑھتی ہے۔

یہ اخلاقی بیماری خواہ حکام اور امراء کے حضور خوشامد اور تملق کی غرض سے اپنے بال پر نکالے یا مجلسی اور سماجی زندگی میں تفریح اور تفنن کے مقاصد سے سر اٹھائے، اس کے نتائج عام حالات میں خواہ معمولی ہی کیوں نہ ہوں . . . لیکن بعض حالتوں میں اتنی خطرناک صورت میں نمودار ہوتے ہیں کہ قتل و مقاتلہ تک نوبت جا پہنچتی ہے اور معاشرت و تمدن، فتنہ و فساد کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔

خداوند کریم نے چغلخوری کی راہوں سے آنے والے بدتمیزی کے اسی سیلاب سے معاشرہ کو بچانے کی حفاظتی تدبیر کے طور پر فرمایا ہے۔ کہ:-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ط (حجرات)

ترجمہ: اے مسلمانو! اگر کوئی گنہ گار (قسم کا آدمی) تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی کی وجہ سے کسی قوم پر جا پڑو۔ پھر اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔

اس آیت کریمہ میں چغل خور کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہنے کی جو راہ بتلائی گئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ کسی ایسی ویسی بات پر کان دھرنے سے پہلے بخوبی یہ جانچ لیا جائے کہ خبر لانے والا کس قماش اور کس کردار کا مالک ہے۔ اگر وہ صادق القول، صلح پسند، قابل اعتبار، نیک کردار اور تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کا عامل معروف ہے تو اس کی بات کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا جائے۔ تاکہ چغلخوروں کی حوصلہ شکنی بھی ہوتی رہے۔ اور بلاوجہ دلوں میں کدورت اور منافرت کو پیدا ہونے کا موقع بھی نہ ملے اگر ایسا ہونے لگے گا تو اپنے کیے پر ندامت و پچھتاوے کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مفسدہ کے سدِّ باب کے لئے اعلان فرمایا تھا کہ:-

لَا یُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَیْئًا فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَیْکُمْ وَاَنَا سَلِیْمُ الصَّدْرِ۔ (ابوداؤد و ترمذی)

میرے صحابہؓ میں سے کوئی شخص مجھ کو کسی کے متعلق کوئی بات نہ سنائے اس لئے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ (بات کی بداثری سے) صاف ہو۔

چغلخوری کا انجام

چغلخوری جہاں ایک طرف افراد میں عداوت، کینہ، بغض اور عام بے چینی کے جراثیم چھوڑتی ہے۔ وہاں دوسری طرف یہ سخن چوری جب بے نقاب ہو کر سامنے آتی ہے تو وہ چغل خور کا منہ بھی کالا کر کے رکھ دیتی ہے۔ اور یہ وہ روسیاہی اور رسوائی ہے جو نہ صرف دنیاوی سوسائٹی ہی میں لعنت و ملامت کے روپ میں ایک عذاب بن کر اس پر مسلط ہوتی ہے بلکہ اس کا انجام بد اُسے آخرت میں بھی بھگتنا پڑتا ہے۔

باقی صد۱۶ پر

بقیہ : مجلسِ ذکر

اس میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اے ایمان والو ! تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولادیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں، جو کوئی یہ کام کرے گا تو وہ گھاٹے کا سودا کرے گا۔ (یعنی ایسا نہ ہونا چاہیئے) اولاد کی محبت ہر شخص کو اللہ نے دی، مال کی محبت بھی دی ہے لیکن جائز اور حلال مال حرام مال سے لاکھ بار افضل ہے، خواہ تھوڑا ہی ہو۔ اولاد کی محبت کے یہ معنی ہیں کہ انہیں جہنم سے بچایئے۔ اولاد کی محبت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ آپ انہیں غلط تعلیم دیں اور انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیں، جس طرح چاہیں کریں اگر وہ خود جہنم میں جائیں گے تو آپ کو بھی لے جائیں گے — یہ اولاد کے ساتھ محبت نہیں ہے، اولاد کے ساتھ سب سے بڑا ظلم ہے اور سب سے بڑی شقاوت ہے قرآن میں آتا ہے کہ جب اولاد کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو وہ کہے گی کہ یا اللہ ! پہلے ہمارے ماں باپ کو جہنم میں بھیج کیونکہ انہوں نے ہمیں جہنم کا راستہ دکھایا، جنت کا نہیں دکھایا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتے ہیں۔ قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا ۔ (پ ۲۸ س التحریم ع ۱۔ آیت ۶) قرآن نے فرمایا کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم سے بچاؤ۔ اور آپ بچا سکتے ہیں، بچ سکتے ہیں، بیوی کو اگر اللہ نے عقل دی ہے تو وہ خاوند کو بچائے، بچوں کو بچائے۔ خاوند کو خدا نے عقل اور فہم دی ہے تو وہ اپنی اولاد اور اپنی بیوی کو خدا کا پیغام سنائے۔ اور عقل کا راستہ یہی ہے کہ سارا گھرانہ اللہ کی رحمت کے سائے تلے ہو، اور جنت میں جائے۔

خدا کی نافرمانی کی سزا

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو ذاکر بندہ ہے اس کے چھپر کھٹ پر بھی خدا کی رحمت برستی ہے، اس کے گھر پر اللہ کی رحمت کی بارشیں ہوتی ہیں، اس کی اولاد اور اس کی بیوی پر بھی رحمتیں برستی ہیں اور خدا نخواستہ اگر گھر میں سے ایک خدا کی نافرمانی کرے تو جیسے ایک مچھلی جل گندہ کرتی ہے بعینہٖ ایک کی نافرمانی کی نحوست سب پر خدا کی لعنت اور عذاب بن کر برس سکتی ہے۔ بعض گھروں میں یہی ہے کہ ایک خدا کا نافرمان ہے، سب گھر والے روتے ہیں کہ پوری نہیں پڑتی۔ پندرہ تاریخ ہوتی ہے اور گھر میں دمڑی نہیں ہوتی، ترس ترس کے دن گذارتے ہیں اور قرض بھی کوئی نہیں دیتا۔

فضول خرچی کی ممانعت

یہ بدقسمتی ہے مسلمانوں کی کہ سو کمانے والا ڈیڑھ سو خرچ کرتا ہے، دو سو کمانے والا ڈھائی سو خرچ کرتا ہے، پانچ سو کمانے والا چھ سو خرچ کرتا ہے۔ ہزار تنخواہ ہے تو ڈیڑھ ہزار خرچ کرنے کی عادت ہے، جتنی چادر ہو اتنے پاؤں پھیلائیں کیا ضرورت پڑی ہے اسراف اور تبذیر کی ؟ قرآن نے لعنت بھیجی ہے اور بار بار فرمایا۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط (پ ۱۵۔ س بنی اسرائیل ع ۳۔ آیت ۲۷) جو بے جا خرچ کرنے والے ہیں اور خواہ مخواہ مسرف اور خراچ ہیں، اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے احکام کی پرواہ ہی نہیں کرتے اور یوں خدا کی نافرانی پر خرچ کرتے ہیں۔ قیامت کے دن بدترین شیطانوں اور نافرمانوں کا سا ان کے ساتھ سلوک ہوگا۔ تو کیوں ذرا سی وجہ سے اپنے آپ کو عذاب میں ڈالتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس کم بھی ہو، دو، چار، پانچ، سات روپے۔ تو وہ اچھی طرح گذر اوقات کر سکتا ہے کوئی ضروری ہے کہ دو چار ہزار ہی ہو تب گذر اوقات ہو گی ؟ روٹی تو انسان نے اتنی ہی کھانی ہے کیا امیر کیا غریب، کیا حلال اور کیا حرام پھر انسان پچاس پچاس روٹیاں تو ہاتھی کی طرح کھا نہیں سکتا، تو انسان حلال کما کر کے جائز اور صحیح طریقے پر کیوں نہ خرچ کرے اور کیوں خواہ مخواہ اللوں تللوں میں روپیہ ضائع کر کے خدا کی نافرمانی اور جہنم مول لے ؟

مال اور اولاد کے بارے میں دو نو پہلو

تو یہی دنیا ہمارے لئے وبال ہے، یہی اولاد وبال ہے، یہی مال وبال ہے۔ قرآن میں بار بار اللہ تعالےٰ فرما رہے ہیں۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج (پ ۱۵ س الکہف ع ۱۱۔ آیت ۴۶) لیکن اگر یہ مال ٹھیک خرچ ہو رہا ہے، ٹھکانے پر صرف ہو رہا ہے، پائی پائی دمڑی دمڑی پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں اور ایک دھیلہ تک بیکار ضائع نہیں ہونے دیتے۔ اور اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت دیتے ہیں تو انشاء اللہ وہ آپ کے لیے دعا کرے گی۔ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝ (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۳۔ آیت ۲۴) اے اللہ ! ہمارے ماں باپ پر شفقت و مہربانی اس طرح فرما جس طرح وہ ہم پر بچپن میں مہربان تھے — اور خدا نخواستہ آپ نے ان کو اگر غلط راستے پر چھوڑا تو پھر آپ کے خلاف مقدمہ بنا بنایا ہے۔

غلط تربیت کا نتیجہ

ہماری والدہ مرحومہ ایک طویل قصہ سنایا کرتی تھیں اور آخر میں فرمایا کرتی تھیں کہ کس طرح ایک شخص کیفرِ کردار کو پہنچا تو قانون کے مطابق پھانسی لگانے سے پہلے اس سے اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو کہنے لگا کہ میری ماں کو بلاؤ۔ ماں کو بلایا گیا تو کہنے لگا "کان قریب کر میں نے ایک بات کرنی ہے"۔ ماں نے کان قریب کیا تو اس نے ماں کا کان کاٹ کھایا۔ لوگوں نے لعنت ملامت کی اور کہا "بدقسمت ! آخری وقت میں بھی ماں ہی کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ؟" اس نے کہا۔ آج جو پھانسی کے تختے پر میں لٹکنے لگا ہوں تو یہ میری اسی ماں ہی کی باعث ہے پہلی دفعہ جب میں اپنے محلے میں چوری کر کے گھر آیا تو مجھے اس نے شاباش اور تھپکی دی۔ اگر اس وقت مجھے تھپکی دینے اور شاباش کہنے کے بجائے یہ

مجھے یہ دو چار تھپڑ رسید کر دیتی تو آج میں کیوں جہنم جاتا، کیوں پھانسی پر لٹکتا؟ لہٰذا سزا تو اس کو بھی ملنی چاہیئے۔"

قیامت میں اولاد کی ماں باپ سے غداری

اگر دنیا میں یہ حشر ہے ماں کا اُس غلط کار کا تو قیامت کے دن وہ کہے گا یا نہ کہے گا کہ مجھے تو جہنم بھیجتے ہو بھیجو لیکن پہلے اس ماں کو بھیجو۔ اس لئے میں کہتا ہوں یہ اولاد جس کے لئے آپ حرام کماتے ہیں، یہ آپ کی خیر خواہ نہیں، یہ غدار ہے، بجائے آپ کے لئے جنت میں جانے اور مغفرت کی دعا کرنے کے آخرت میں الٹا آپ کے لئے وبالِ جان بن جائے گی اور خدا سے آپ کے لئے جہنم کا مطالبہ کرے گی۔ اور اگر آپ نے اولاد کو نیک بنایا، اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے احکام کی پیروی کے لئے ان کی تربیت کر کے گئے تو وہ آپ کے لئے دعا کرے گی، کہے گی رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا ؕ اے رب! میرے ماں باپ پر شفقت اور مہربانی فرما، رحمتوں کی بارشیں برسا۔ اس لئے یہی اولاد آپ کے لئے جنت کا سامان ہے، یہی مال آپ کے لئے وبال ہے، یہی جنت کا سامان ہے۔

دعا

تو میں آخری دعا اپنے لئے اور آپ کے لئے یہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی کوتاہیوں کو پیش نظر رکھ کر ان سے خدا کے سامنے توبۃ اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کوئی پتہ نہیں کب وقت آتا ہے، موت سے پہلے توبہ کی توفیق ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے فرائض بہ احسن طریق نبھانے کی توفیق دے اور ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز فرمائے۔ آمین!

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۷ اگست ۱۹۶۸ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی۔اے

(۴)

ہمارے شیخ، شیخوں کے مشائخ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا میں اسیر تھے — چار سال مالٹا میں آپ اسیر رہے، اسیر مالٹا آپ کا لقب ہے اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا — یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب ہم انگریزوں کی مدح و ثناء کرتے تھے، انگریزوں کے ہم ترانے پڑھا کرتے تھے اور ہمارے ان بزرگوں نے اس وقت کہا تھا کہ انگریزوں کا بیڑا غرق ہو جائے۔ اس وقت کہا تھا مولانا مدنیؒ نے ؎

پڑا فلک کو ابھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

۱۹۲۰ء میں آپ نے خط لکھا تھا کراچی سے۔ پھر آپ کو کراچی میں نظر بند کر دیا گیا۔ قید ہوئے آپ، کہ آپ نے حکم دیا تھا کہ انگریزوں کی فوجی بھرتی حرام ہے — ہاں — اگر مسلمان اس وقت یہ باتیں مانتا تو آج نہ یہ اسرائیل کا مسئلہ پیش ہوتا نہ یہ دوسرے مسئلے پیش ہوتے۔ یہ ہمارے اکابر کیوں دوڑے تھے؟ حضرت مدنیؒ کیوں دوڑے؟ شیخ الہندؒ نے کیوں یہ تکلیفیں برداشت کیں؟ امام انقلاب عبیداللہ سندھیؒ نے تیس سال جلا وطنی گزاری۔ غیر مسلم کے گھر میں پیدا ہوئے، اسلام قبول کیا، اسلام کا اتنا درد تھا کہ تیس سال آپ جلا وطن رہے، در بدر کی ٹھوکریں آپ نے کھائیں اس لئے کہ ہندوستان میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ چمکے اور انگریز میرے ہندوستان کو چھوڑ دے۔ اسی سلسلے میں یہ بزرگ مالٹے میں اسیر تھے۔ تو کسی نے پوچھا "حضرت! بتایئے کیا حال ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں "الحمد للہ! میں مصیبت میں مبتلا ہوں، معصیت میں مبتلا نہیں" — مصیبت ہے، ابتلاء ہے، رب العالمین کی طرف سے، لیکن اللہ کی نافرمانی تو نہیں کر رہا۔ اب اگر ان لوگوں کو بھی قیامت میں اللہ تعالیٰ یہ فرما دیں کہ او حسین احمد! او شیخ الہند! او عبیداللہ سندھی! او امام انقلاب! آ جاؤ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ — (الانبیاء ۱۰۳) تم نے میرے دین کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کیں، آج تم پر کوئی گھبراہٹ نہیں — تو اس میں کون سا استبعاد ہے؟ اللہ تعالیٰ کے قسط اور عدل کا یہ تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ، اپنی حکمت کے ساتھ ان لوگوں کو، جنہوں نے دنیا میں اپنے رب العالمین کے حکم کے مطابق زندگی گزاری سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ کا خطاب اللہ تعالیٰ ان کو فرمائیں۔ ہمیں بھی اُن کی جوتیوں کے طفیل اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھنی چاہئے۔ اللہ میرے آپ کے بھی گناہوں کو معاف فرمائیں اور قیامت کی گھبراہٹ سے ہمیں بچائے۔

میرے بزرگو! قیامت کا خوف موت کو آسان کر دے گا۔ قیامت کا خوف قیامت کی زندگی کو آسان کر دے گا۔ قیامت کا خوف قبر کو آسان کر دے گا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سارا گھرانہ پُرنور تھا، اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے پر بڑی رحمتیں نازل کی تھیں۔ حضرت خواجہ مظہر جان جاناں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے کے شیخ طریقت ہیں۔ وہ اپنے حالات میں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کشف دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کی سیر مثل کفِ دست کرائی (ہم اس بات کے قائل ہیں، کوئی مانتا ہے تو مانے، نہیں مانتا تو نہ مانے، ہم قائل ہیں۔ کہ جب اللہ کے ذکر کے ساتھ انسان کا دل منور ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر رازوں کو

کھول دیتے ہیں، اللہ جب چاہیں اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما دیتے ہیں (حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے نے مجھے سارے عالم کی سیر مثل کفِ دست کرائی، میں نے اپنے زمانہ میں شاہ ولی اللہؒ کا ثانی نہیں دیکھا۔ باقی آئندہ)

بقیہ: اداریہ

اور کسی کے گھوڑے کی مچھلی بننے سے نفرت کرنی چاہیئے — عقیدہ کے اعتبار سے مسلمان کے نزدیک خدا کے نہ ماننے والے دہریے، کمیونسٹ اور سوشلسٹ اور یہود و نصارٰی تمام کے تمام الکفر ملۃ واحدۃ کے مصداق ہیں مگر قرآن عزیز نے حصر کر کے صرف یہی کہا ہے کہ یہود و نصارٰی تم سے (جب تک کہ تم مسلمان ہو) ہرگز راضی نہیں ہو سکتے۔ یہ حکم دیگر گروہوں کے متعلق نہیں دیا جس کا بدیہی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ مسلمان کو یہود و نصارٰی سے تو مسلمان رہتے ہوئے رضامندی کی امید ہرگز نہیں رکھنی چاہیئے اور نہ یہ ممکن ہے البتہ دوسرے گروہوں سے اُسے ممکن ہے امداد مل جائے اور وہ وقت پر کام آ جائیں۔ تاہم اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ ہم کسی طرح کسی ازم کو بھی اپنے مذہب اور عقیدے میں دخیل بنائیں۔ اور کسی دوسرے گروہ کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کی اجازت دیں ہمارے لئے لازم یہ ہے کہ ہم نفع ہر ایک سے اٹھائیں لیکن دُم چھلا اور گھوڑے کی مچھلی کسی کی نہ بنیں۔ مگر جماعت اسلامی کا معاملہ اس نظریہ کے قطعی برعکس ہے۔ وہ پاکستان کو صرف امریکہ کا دُم چھلا دیکھنا پسند کرتی ہے۔ اور اس کے رسائل و جرائد صرف اسی پروپیگنڈے کے لئے وقف ہیں — صدر ناصر کو روس امداد دے تو ہمارے یہ بھائی بلک اٹھتے ہیں، چین پاکستان کو سامانِ جنگ مہیا کرے اور ہر قسم کی اقتصادی و سیاسی امداد کی پیش کش کرے تو ان کی "اسلام دوستی" کھل کھیلنے لگتی ہے اور مخالفین کو اشتراکیت کا ایجنٹ قرار دیتی ہے لیکن اس جماعت کے جرائد اگر امریکہ کے انتخابات نمبر نکالیں اور مختلف ذرائع سے امریکہ کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کی جد و جہد کریں اور یہود کے سرپرستوں کی بالواسطہ امداد کریں۔ اور عربوں کی کمزوریاں اور کوتاہیاں گنوا کر عوام کے دلوں میں اُن کے لئے نفرت و حقارت کی آبیاری کریں تو یہ سب کچھ عین اسلام ٹھہرایا جاتا ہے — اب اللہ کے ان بندوں سے کوئی پوچھے کہ اگر عرب روس سے مدد نہ لیں تو وہ امریکہ کی آغوش میں چلے جائیں یا اسرائیل کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں — آخر وہ کیا کریں؟ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں — لیکن مصر کو مطعون کرنا اور امریکہ و اسرائیل کو خوش کرنا بہرحال ان کے مشن میں شامل ہے۔ یہی حال پاکستان کی خارجہ پالیسی کا ہے۔ یہاں بھی ان کے لئے صرف تکلیف دہ امر یہی ہے کہ پاکستان اشتراکی بلاک سے اپنے روابط کیوں بڑھا رہا ہے اور اس کا اجمالی نقشہ ۱۸ اکتوبر کی اشاعت میں مولانا مجاہد الحسینی کے مضمون "جماعت اسلامی اور چین دشمنی کا پس منظر" میں ہدیۂ قارئین کرام کیا جا چکا ہے۔

آخر میں ہم اس امر کی وضاحت کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ جہاں تک اشتراکیت کا بطور نظریہ اور اصول کے تعلق ہے خدام الدین جماعت اسلامی سے کہیں زیادہ اسلامی نظریۂ حیات کا مؤید اور حامی اور اشتراکیت کا مخالف ہے۔ ہمارے نزدیک کائنات کی نجات صرف اور صرف اسلام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے طریق کو اپنانے میں ہے۔ اس کے علاوہ تمام ازم انسانیت کی سطح سے انسان کو گرا کر حیوانیت کے قعرِ مذلت میں گرانے والے ہیں۔

بقیہ: چغلخوری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:-

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ!! بَلٰی اِنَّہٗ کَبِیْرٌ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گذرے تو ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور (بزعم عوام) کسی بڑے گناہ کے کام پر ان کو عذاب نہیں دیا جا رہا۔ حالانکہ وہ بڑے گناہ گناہ کے کام ہیں۔ ایک تو ان میں چغلخوری کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب آڑ میں نہیں کیا کرتا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے اندر کے ایک عذاب اور اس کی صرف وجہ ہی نہیں بیان فرمائی بلکہ اس مخبر صادق نے یہاں تک فرما دیا کہ:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ۔ چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا — اور لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ سخن چوری کر کے دوسروں تک پہنچانے والی جنت میں داخل نہ ہوگی۔

اللہ اللہ! کتنی سخت وعید ہے۔ کہ جس جنت کا داخلہ کفار و مشرکین پر بند ہے۔ اسی جنت کا دروازہ ان چغلخوروں پر بھی بند رہے گا۔ جو اس بارہ میں اسلامی ہدایات سے یا تو لاعلم ہیں یا علم کے باوجود لاپرواہی اور چشم پوشی کے شکار ہیں۔

چغلخوری کے ان دنیاوی اور اُخروی بُرے نتائج اور اور سنگین عذاب سے بچنے کی واحد سبیل یہ ہے کہ ہم اس کے دُور رس نتائج کو محسوس کریں۔ توبہ تائب ہو کر پہلے کی چغلخوری پر نادم ہو جائیں اور آئندہ کے لئے اس کے ارتکاب سے بعزم صمیم جان بچاتے رہیں۔

دارالعلوم فاروق اعظم

سرگودھا شہر میں حضرت مولانا احمد شاہ بخاری نے قرآن و حدیث کی تدریس و اشاعت کے واسطے جاری کیا ہے جس میں صحابہ کرام، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کئے گئے تمام اعتراضات کے جوابات سے طالب علموں کو مسلح کیا جاتا ہے — قرآن و حدیث کی تفسیر سلف صالحین کے طریق کے مطابق تعلیم کی جاتی ہے۔ جدید تشریحات سے طالب علموں کو آگاہ کر کے ان کی مضرت سے بچایا جاتا ہے پس جو اصحاب خیر اس پروگرام سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ جلد از جلد دست تعاون بڑھائیں۔ اپنے صدقات دارالعلوم میں روانہ کریں۔ پتہ درج ذیل ہے:- احمد شاہ بخاری دارالعلوم فاروق اعظم بی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

شرعی احکام سے سرکشی تباہی لاتی ہے

محمد شفیع عمر الدین، میرپور خاص

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبؒ سرہندی نے فرمایا:۔

"مخدوما! اللہ تعالیٰ نے انسان کو مہمل پیدا نہیں کیا۔ اور اس کو اس کی مرضی پر نہیں چھوڑ دیا کہ جو دل میں آئے کرے اور خواہش نفس کے مطابق زندگی گذارے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے "اوامر و نواہی" کا مکلف کیا ہے۔ اور گوناگوں احکام کا اس کو مخاطب بنایا ہے۔ لہٰذا اس کے بغیر چارۂ کار نہیں کہ انسان انہیں احکام کے مطابق زندگی بسر کرے، اور جو خواہشات ان احکام ربانی کے خلاف ہوں، ان کو خیرباد کہہ دے" (از مکتوب ۱۱)

یہود کا احکام الٰہی سے انحراف

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اقوام کے حالات ہماری موعظت اور عبرت کے لئے قرآن مجید میں بیان فرماتے ہیں۔ سعادت مند وہ انسان ہے جو ان واقعات سے نصیحت حاصل کرے۔ اور اوامر و نواہی کے مطابق زندگی بسر کرے۔

عبرت کے لئے بنی اسرائیل کے ذیل کے واقعات پر غور کریں:۔

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر تشریف لے جانے کے بعد انہوں نے ظلم کی راہ اختیار کی اور خالق کو چھوڑ کر مخلوق (بچھڑے) کی پرستش کرنے لگ گئے۔

ماخذ بقرہ آیت ۵۴)

۲۔ وادی تیہ میں انہیں روزانہ بلامحنت و مشقت من وسلویٰ کھانے کو ملتا تھا۔ انہوں نے احکام الٰہی کی خلاف ورزی کی اور ان کا ذخیرہ کرنے لگ گئے۔ (البقرہ آیت ۵۷)

۳۔ وادی تیہ سے جب انہیں شہر میں جانے کی اجازت ملی تو حکم ملا کہ شہر کے دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور گناہوں کی بخشش مانگتے ہوئے داخل ہوں۔ انہوں نے تمسخراً اس حکم کے برخلاف عمل کیا۔ توبہ کے بجائے نافرمانی کی۔ (بقرہ آیت ۵۸)

۴۔ احکام الٰہیہ کا انکار کرتے تھے (بقرہ

۵۔ پیغمبروں کو قتل کرتے تھے (بقرہ ۶۱)

۶۔ ہفتہ کے دن انہیں مچھلی کے شکار کی ممانعت تھی۔ ایک جماعت نے حیلے بہانے بنا کر اس حکم کی مخالفت کی۔ (بقرہ ۔ ۶۵)

۷۔ مقتول کا پتہ لگانے کے لئے انہیں ایک گائے کو ذبح کرنے کا حکم ملا۔ مگر وہ طویل اور دور از کار سوالات کا سلسلہ چھیڑ کر اس حکم کو ٹالتے رہے۔ آخر انہوں نے گائے کو ذبح کیا مگر وہ کرنے والے نہ تھے۔ (بقرہ ۷۱)

۸۔ اغراض نفسانیہ کے لئے توریت کے کلمات اور تفسیر میں تحریف کرتے تھے۔ (بقرہ ۷۵)

۹۔ یہودی علماء دنیا کے چند سکوں کے لالچ میں آکر توریت کے احکام میں رد و بدل کرکے لوگوں کو غلط اور من گھڑت مسائل بتاتے تھے۔

(بقرہ ۔ ۷۵)

۱۰۔ اپنے بھائی بندوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ انہیں وطن ترک کرنے پر مجبور کرتے تھے اور ان کے مقابلہ مخالف اقوام کی مدد کرتے تھے (بقرہ ۸۵)

سرکشی کی سزا

یہود کو سرکشی کی یہ سزا ملی:۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝

(الانعام آیت ۱۴۶)

ترجمہ: اور یہود پر ہم نے ہر ایک ناخن والا جانور حرام کیا تھا اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربی حرام کی تھی مگر جو پشت پر یا انتڑیوں پر لگی ہوتی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہوئی ہو۔ ہم نے ان کو شرارت کے باعث یہ سزا دی تھی۔ اور بے شک ہم سچے ہیں۔

حاشیہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ

"یہ چیزیں اصل فطرت انسانی کے لئے مضر ہونے کے لحاظ سے حرام نہیں تھیں۔ بلکہ محض بنی اسرائیل کی تعدی کی وجہ سے سزا کے طور پر حرام کی گئی تھیں اور بنی اسمٰعیل پر حرام نہیں ہیں۔"

مگر افسوس صد افسوس کہ وہ سرکشی سے باز نہ آئے۔ اور اس حرمت کو بھی توڑ ڈالا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ یہود کو غارت کرے ان پر چربی حرام کی گئی تھی۔ انہوں نے اسے پگھلایا۔ اور پھر اسے بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔" (ابن کثیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

مثال کے طور پر مسلمانوں کو شراب کا پینا حرام ہے اور اسے بیچ کر اس کی قیمت کھانا بھی حرام ہے۔

قارون کا عبرت ناک انجام

قارون بہت بڑا سرمایہ دار تھا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت پر ڈٹا رہا اور فرعون کا دست راست بنا رہا۔ اس طرح اس کم بخت کے ہاتھ خوب دولت آئی۔ دولت کی فراوانی نے اسے احکام الٰہی کی انحرافی پر کمربستہ کر دیا۔ وہ اس حقیقت کو بھلا بیٹھا کہ۔

ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے دولت کسی کی ہے یہ کب
صبح کو وہ ہیں گدا جو شام تک تھے تاج دار

ہوتی آئی ہے کہ جو راجا تھے پرجا بن گئے
سنتے آئے ہیں کہ آقا ہو گئے خدمت گذار
(مولینا ظفر علی خان)

قارون نے بڑی حماقت کی کہ ایک عورت کو بہکا کر اسے روپے پیسے کا لالچ دے کر بھرے مجمع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگوائی۔ اس عورت نے اللہ کے ڈر سے غلط الزام کا اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے فعلِ شنیعہ سے تائب ہوئی۔

قارون کا بد انجام یوں ہوا:-

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ قف فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ق وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝ (القصص آیت ۸۱)

ترجمہ: پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی۔ اور نہ وہ خود بچ سکا۔

یہ واقعہ بڑا سبق آموز ہے، انسان بڑا کوتاہ اندیش ہے۔ چار پیسے مل جائیں تو "ہم چوں من دیگرے نیست" (میرے برابر کا کوئی دوسرا شخص نہیں) کا نعرہ لگانے لگ جاتا ہے۔ دوسروں کے حقوق بجا لانے میں کوتاہی کرتا ہے، غیر شرعی کاموں میں روپیہ برباد کرنے سے نہیں شرماتا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: خطبہ جمعہ

نسخۂ شفاء کو آزما کر تو دیکھ کہ یہ کس طرح تیری ساری خفیہ و پوشیدہ اور ظاہرہ بیماریوں کو شفاء بخشتا ہے۔ یہ بات باور کیجئے کہ اس میں وہ سب باتیں موجود ہیں جو ماننے والوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں اور ایسا کوئی مرض انسان کے اندر نہیں رہنے دیتیں جو انجام کار اسے ہمیشہ کے لئے تباہ کر دے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نسخۂ شفاء کو استعمال کرنے اور کلامِ الٰہی کی متعین کردہ سب سے اچھی، سیدھی اور مضبوط راہ پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

دارالعلوم جامعہ اشرفیہ رجسٹرڈ پشاور کا سالانہ جلسہ دستار بندی

پاکستان کی ممتاز دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ رجسٹرڈ پشاور کے ڈیڑھ سو فضلاء کرام کی دستار بندی کے موقع پر مورخہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ شعبان مطابق ۱۵، ۱۶، ۱۷ نومبر ۱۹۶۰ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو عظیم الشان اسلامی کانفرنس ہوگی۔ اس بابرکت اور پشاور کی تاریخ میں پہلی بار ڈیڑھ سو فضلاء کی دستار بندی کے جلسہ میں ملک بھر سے چوٹی کے جن علماء کرام پیرانِ عظام، روساء ذی الاحترام کو مدعو کیا گیا ہے ان میں سے مندرجہ ذیل حضرات خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

بابائے محدثین حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتی، خطیب اعظم پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی، حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور، مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین لاہور۔ حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا عبد القادر صاحب آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن بہاولپور، حضرت مولانا ابوذر بخاری خلف الرشید حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مرحوم، حضرت مولانا کوثر نیازی صاحب مدیر ہفت روزہ شہاب لاہور، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء اسلام مغربی پاکستان، حضرت پیر صاحب مانکی شریف حضرت مولانا عبد الحق صاحب شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، حضرت سید بادشاہ گل صاحب شیخ الجامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء سرحد، مولانا ضیاء القاسمی صاحب لائل پور، مولانا محمد شعیب صاحب ڈسٹرکٹ خطیب مردان، مولانا میر عالم شاہ صاحب ڈسٹرکٹ خطیب کوہاٹ، مفتی سرحد حضرت مولانا مفتی عبد القیوم صاحب پوپلزئی، حضرت مولانا سید مبارک شاہ صاحب، مولانا قاضی نور الحق صاحب ندوی ڈین، یونیورسٹی پشاور و دیگر علماء کرام۔

پشاور کی تاریخ میں یہ منظر پہلی بار دیکھا جائے گا کہ ایک وقت ڈیڑھ صد فضلاء کی دستار بندی اکابرین امت کے ہاتھوں کی جائے گی۔ اللہ کریم جامعہ کو دن دوگنی رات چوگنی بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقی عطا فرمائے کہ یہ مرکزی تعلیمی چمنستان استحکام دین کا ایک فولادی قلعہ بنے۔ آمین یا الٰہ العالمین! تمام مسلمانوں سے استدعا ہے کہ وہ جامعہ اشرفیہ رجسٹرڈ پشاور کے ساتھ درمے، قدمے، قلمے، سخنے تعاون فرما کر اس عظیم جلسہ دستار بندی کو کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ شریک ہوویں۔ واجرکم علی اللہ والسلام!

(محمد یوسف قریشی مہتمم جامعہ اشرفیہ رجسٹرڈ پشاور)

بچوں کا صفحہ

ذوالبجادین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

محمد حفیظ عمر، بہاولنگر

ان بزرگ صحابیؓ کا نام عبداللہ تھا ابھی بچہ ہی تھے کہ باپ مر گیا۔ چچا نے پرورش کی تھی۔ جب جوان ہوتے تو چچا کے اونٹ، بکریاں، غلام دے کر ان کی حیثیت درست کر دی تھی۔ عبداللہ نے اسلام کے متعلق کچھ سنا۔ اور دل میں توحید کا ذوق پیدا ہوا۔ لیکن چچا سے اس قدر ڈرتا تھا۔ کہ اظہارِ اسلام نہ کر سکا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے واپس گئے تو عبداللہ نے چچا سے جا کر کہا۔

"پیارے چچا! مجھے برسوں انتظار کرتے گزر گئے کہ کب آپ کے دل میں اسلام کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور آپ کب مسلمان ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کا حال وہی پہلے کا سا چلا آتا ہے۔ میں اپنی عمر پر زیادہ اعتماد نہیں کر سکتا مجھے اجازت فرمایئے کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔"

چچا نے جواب دیا۔ "دیکھ! اگر تو محمدؐ کا دین قبول کرنا چاہتا ہے تو میں سب کچھ تجھ سے چھین لوں گا۔ تیرے بدن پر چادر اور تہ بند تک باقی نہ رہنے دوں گا۔"

عبداللہ نے جواب دیا۔ چچا صاحب! میں مسلمان ضرور بنوں گا۔ اور محمدؐ کا اتباع ہی قبول کروں گا۔ شرک اور بت پرستی سے میں بیزار ہو چکا ہوں۔ اب جو آپ کا منشا ہے کیجئے۔ اور جو کچھ میرے قبضے میں زر و مال وغیرہ ہے سب کچھ سنبھال لیجئے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ان سب چیزوں کو آخر ایک روز یہیں دنیا میں چھوڑ جانا ہے۔ اس لئے میں ان کے لئے سچے دین کو ترک نہیں کر سکتا۔"

عبداللہ نے یہ کہہ کر بدن کے کپڑے تک اتار دئے اور مادر زاد برہنہ ہو کر ماں کے سامنے گیا۔ ماں دیکھ کر حیران ہوئی کہ کیا ہوا۔ عبداللہ نے کہا۔ میں مومن اور موحد ہو گیا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں۔ ستر پوشی کے لئے کپڑے کی ضرورت ہے۔ مہربانی فرما کر دے دیجئے۔ ماں نے ایک کمبل دے دیا۔ عبداللہ نے کمبل پھاڑا۔ آدھے کا تہ بند بنا لیا۔ آدھا اوپر لیا۔ اور مدینے کو روانہ ہو گیا۔ علی الصبح مسجد نبویؐ میں پہنچ گیا۔ اور مسجد سے تکیہ لگا کر منتظرانہ بیٹھ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد مبارک میں آئے۔ تو اسے دیکھ کر پوچھا کہ کون ہو۔ کہا۔ میرا نام عبدالعزیٰ ہے۔ فقیر و مسافر ہوں۔ عاشقِ جمال اور طالبِ ہدایت ہو کر درِ دولت تک آ پہنچا ہوں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا نام عبداللہ ہے، ذوالبجادین لقب۔ تم ہمارے قریب ہی ٹھہرو۔ اور مسجد میں رہا کرو۔

عبداللہ اصحابِ صفہ میں شامل ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھتا اور دن بھر عجیب ذوق و شوق اور جوش و نشاط سے پڑھا کرتا۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ لوگ تو نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ اعرابی اس قدر بلند آواز سے پڑھ رہا ہے کہ دوسروں کی قرأت میں مزاحمت ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمرؓ! اسے کچھ نہ کہو۔ یہ تو خدا اور رسولؐ کے لئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آیا ہے۔

عبداللہ کے سامنے غزوۂ تبوک کی تیاری ہونے لگی۔ تو یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمایئے کہ میں بھی راہِ خدا میں شہید ہو جاؤں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاؤ۔ کسی درخت کا چھلکا اتار لاؤ۔ جب عبداللہ چھلکا لے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چھلکا ان کے بازو پر باندھ دیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ "الٰہی! میں کفار پر اس کا خون حرام کرتا ہوں۔" عبداللہ نے کہا — یا رسول اللہ! میں تو شہادت کا طالب ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب جہاد کی نیت سے تم نکلو۔ اور پھر تپ آ جائے اور مر جاؤ۔ تب بھی تم شہید ہی ہوگے۔

تبوک پہنچ کر یہی ہوا کہ تپ چڑھی اور عالم بقا کو سدھار گئے۔

بلال بن حارث مزنی کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ کی کیفیت دیکھی ہے۔ رات کا وقت تھا۔ بلالؓ کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ اس کی لاش کو لحد میں رکھ رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی قبر میں اُترے تھے۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرما رہے تھے۔ ادنیا الی اخاکما۔ اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر اینٹیں بھی اپنے دستِ مبارک سے رکھیں۔ اور پھر دعا میں فرمایا۔

"الٰہی! آج کی شام تک میں اس سے خوشنود رہا ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو جا۔"

ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کاش! اس قبر میں میں دبایا جاتا۔

اچھی بچیاں

مائل خیرآبادی

ننھی ہے سلمہ — پڑھتی ہے کلمہ
نجمہ نیازی — پکی نمازی
زہرہ جمالی — اللہ والی
ممتاز رحماں — پکی مسلماں
نوران نوری — ہر گُن میں پوری
پروین باجی — ہیں کام کاجی
آپا مُرادی
کیا سیدھی سادی

(نوزہ، لاہور)

۲ر نومبر ۱۹۶۸ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۴۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۸۱-۲۴۸۲ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲۰۷۶۷۸/۳۹ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۶-۱۰۳۱۵ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور
دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا